ایک عمرے کا دم ادا نہیں کیا اور دوسرا عمرہ کر لیا تو کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0448

تاریخ اجراء: 25 ربیع الثانی 1446ھ / 29 اکتوبر 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں نے آج سے دو تین سال پہلے عمرہ کیا تھا، جس میں مجھ پر ایک دم لازم ہوا تھا، جو میں نے اب تک ادا نہیں کیا، نیت یہ تھی کہ ادا کر دوں گا، لیکن بھول گیا، اب میں کراچی سے عمرہ کے لیے آیا اور عمرہ ادا کر لیا، پوچھنا یہ ہے کہ کیا میرا عمرہ ادا ہو گیا یا اس تاخیر کے سبب مجھ پر مزید کوئی دم وغیرہ لازم ہو گیا ہے؟

نوٹ: سائل نے دم کے متعلق پوچھنے پر بتایا ہے کہ پچھلے عمرے میں انہوں نے ایک ہی مجلس میں ایک ساتھ دونوں ہاتھ پاؤں کے ناخن حالتِ احرام میں کاٹ لیے تھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اگر آپ نے عمرہ صحیح طریقے سے ادا کیا ہے، تو محض پچھلے عمرہ میں لازم ہونے والے دم کی ادائیگی میں تاخیر کرنے کے سبب اس عمرے میں کوئی حرج واقع نہیں ہو گا اور نہ ہی اس تاخیر کے سبب کوئی دم لازم ہے، کیونکہ دَم کے لازم ہوتے ہی فوراً اس کی ادائیگی کرنا واجب نہیں ہوتا، بلکہ اس میں تاخیر کی بھی اجازت ہے اور اس تاخیر کے سبب اس دوران ادا کیے جانے والے عمرے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ افضل یہ ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے دَم کی ادائیگی کر کے اُسے اپنے ذمہ سے ساقط کر دیا جائے، لہٰذا آپ کو چاہئے کہ جو پچھلے عمرے کا دم لازم ہے، اس کو جلد از جلد حرم شریف میں ادا کر دیں۔

بدائع الصنائع اور ردالمحتار میں ہے، واللفظ للآخر: ”في شرح النقاية للقاری: ثم الكفارات كلها واجبة على التراخی، فيكون مؤديا فی أي وقت، وإنما يتضيق عليه الوجوب في آخر عمره فی وقت يغلب على ظنه أنه لو لم يؤده لفات، فإن لم يؤد فيه حتى مات أثم وعليه الوصية به“ ترجمہ: علامہ علی

قاری علیہ الرحمۃ کی شرح نقایہ میں ہے: پھر تمام کفارات کی ادائیگی علی التراخی واجب ہے، تو جس وقت بھی کفارہ دے دیا جائے ادا کرنا ہی کہلائے گا اور عمر کے آخری حصے میں ایسے وقت میں اس پر فوری ادا کرنے کا وجوب متوجہ ہو جائے گا، جبکہ اس کا ظن غالب یہ ہو کہ اگر اس نے اب ادا نہ کیا تو وقت ختم ہو جائے گا (یعنی اب کفارہ ذمہ پر باقی رہ جائے گا) تو اگر اس نے ایسے وقت میں ادا نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا، تو وہ گنہگار ہو گا اور ایسے وقت میں اس پر اس کی ادائیگی کی وصیت کرنا لازم ہے۔(بدائع الصنائع، ج05، ص96، دار الکتب العلمیہ)(ردالمحتار علی الدر المختار، ج02، ص543، دار الفکر)

شرح اللباب میں ہے: ”(اعلم أن الکفارات کلھا واجبة علی التراخی) وانما الفور بالمسارعة الی الطاعة والمسابقة الی اسقاط الکفارة افضل، لأن فی تاخیر العبادات آفات (فلا یأثم بالتاخیر عن أول وقت الامکان ویکون مؤدیا لا قاضیا فی أی وقت ادیٰ) لما سبق من ان امرہ لیس محمولاً علی فورہ (وانما یتضیق علیہ الوجوب فی آخر عمرہ فی وقت یغلب علی ظنہ ان لو لم یؤدہ لفات فان لم یؤد فیہ فمات اثم ویجب علیہ الوصیة بالاداء (والافضل تعجیل اداء الکفارات) ای مسارعة للخیرات“ ترجمہ: جان لو کہ تمام کفارے علی التراخی واجب ہیں، البتہ نیکی کے کاموں میں جلدی اور کفاروں کو ساقط کرنے میں سبقت کرنا افضل ہے، کیونکہ عبادات کی تاخیر میں آفات ہیں (لیکن چونکہ فوری ادائیگی واجب نہیں) لہذا ادائیگی پر قادر ہونے کے وقت سے تاخیر کرنے پر گنہگار نہیں ہو گا اور جس وقت بھی ادا کرے گا، ادا کرنے والا ہی کہلائے گا، قضا کرنے والا نہیں کیونکہ یہ بات گزر چکی ہے کہ کفارہ کی ادائیگی کا حکم فوری نہیں۔ البتہ عمر کے آخری حصے میں جب اسے ظن غالب ہو جائے کہ اگر اب اس نے ادا نہ کیا تو کفارہ ذمہ پر باقی رہ جائے گا، تو ایسی صورت میں اسی وقت کفارہ ادا کرنے کا وجوب متوجہ ہو گا اور اگر اس نے ادا نہ کیا اور مر گیا، تو گنہگار ہو گا اور کفارہ ادا کرنے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ کفاروں کی ادائیگی جلد ہی کر دی جائے، نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہوئے۔(لباب المناسک مع شرحہ، باب فی جزاء الجنایات و کفاراتھا، صفحہ423، دار الکتب العلمیہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم